باب 4

انتخابی سیاست

(ELECTORAL POLITICS)

4921CH04

© NCERT not to be republished

عمومی جائزہ

دوسرے باب میں ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ جمہوریت میں عوام کی براہِ راست حکومت نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی ضروری۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کے لیے سب سے زیادہ عام جمہوری شکل اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا طریقہ ہے۔ اس باب میں ہم یہ دیکھیں گے کہ ایک جمہوریت میں نمائندوں کا انتخاب کس طرح ہوتا ہے۔ اس کی ابتدا ہم اس تفہیم سے کرتے ہیں کہ جمہوریت میں انتخابات ضروری اور فائدے مند کیوں ہوتے ہیں؟ ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ یہ پارٹیوں میں انتخابی مقابلے عوام مقصد کی تعمیل کس طرح کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہم سوال یہ کرتے ہیں کہ وہ کون سی خصوصیات ہے جو انتخابات کو جمہوری بنا دیتی ہے۔ یہاں بنیادی نظریہ یہ ہے کہ ہم جمہوری انتخابات اور غیر جمہوری انتخابات میں فرق واضح کریں۔

اس باب کے باقی حصے میں اسی پیمانے کی روشنی میں ہندوستان میں انتخابات کا تخمینہ لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم مختلف انتخابی حلقوں کی سرحد کھینچنے سے لے کر انتخابات کے نتائج کے اعلانات تک انتخابات کے ہر مرحلے پر نظر ڈالیں گے۔ ہر مرحلے پر ہم کو یہ سوال کرنا چاہئے کہ انتخابات میں کیا ہونا چاہئے اور ہوتا کیا ہے۔ باب کے آخیر میں ہم یہ جائزہ لیں گے کہ آیا ہندوستان میں انتخابات آزادانہ اور منصفانہ ہوتے ہیں۔ یہاں ہم آزادانہ اور منصفانہ انتخابات میں الیکشن کمیشن کے کردار کا بھی جائزہ لیں گے۔

4.1 انتخابات کیوں؟ (WHY ELECTIONS?)

ہریانہ میں اسمبلی انتخاب

(Assembly Election in Haryana)

”وقت ہے آدھی رات کے بعد کا۔ شہر کے چوک میں پچھلے پانچ گھنٹوں سے بیٹھی ہوئی پر امید بھیڑ اپنے لیڈر کے آنے کی منتظر ہے۔ منتظمین بھیڑ کو باربار یقین دلا رہے ہیں کہ کسی بھی لمحہ وہ یہاں پہنچنے والا ہے۔ جب بھی کبھی کوئی گاڑی اُدھر سے گزرتی ہے، بھیڑ بے چینی کے عالم میں کھڑی ہوجاتی ہے۔ اس نوعیت سے اُمید یہ بڑھ جاتی ہے کہ اُن کا لیڈر بس پہنچ رہا ہے۔

یہ لیڈر ہریانہ سنگھرش سمیتی کے سربراہ مسٹر دیوی لال ہیں جن کو جمعرات کی رات میں کرنال کے اندر جلسہ کو خطاب کرنا تھا۔ ان دنوں 76 سالہ لیڈر بے حد مشغول ہے۔ اُن کا دن صبح 8 بجے سے شروع ہوکر رات 11 بجے کے بعد ختم ہوتا ہے۔ وہ صبح سے پہلے ہی نو انتخابی جلسوں کو خطاب کر چکے ہیں۔ وہ پچھلے 23 مہینوں سے مسلسل عوامی جلسوں کو خطاب کرتے آرہے ہیں اور یہ سب اسی الیکشن کی تیاری کے لیے ہے۔“

اخبار کی یہ رپورٹ 1987 میں ہریانہ کے ریاستی انتخاب کے بارے میں ہے۔ ریاست پر 1982 سے کانگریس پارٹی کی سربراہی میں حکومت چل رہی تھی۔ چودھری دیوی لال نے جو کہ مخالف پارٹی کے لیڈر تھے ”نیائے یدھ“ (انصاف کے لیے جدوجہد) نام کی ایک تحریک شروع کی اور لوک دل نام کی ایک نئی پارٹی بنالی۔ انتخابات میں کانگریس کے خلاف محاذ بنانے کے لیے دوسری مخالف پارٹیوں کے ساتھ اُن کی پارٹی شامل ہوگئی۔ انتخابی مہم میں دیوی لال نے یہ اعلان کیا کہ اگر اُن کی پارٹی جیتی تو اُن کی حکومت کسانوں اور چھوٹے تاجروں کے قرضوں سے دست بردار ہو جائے گی۔ اُنھوں نے وعدہ کیا کہ یہ اُن کی حکومت کی پہلی کارروائی ہوگی۔

عوام موجودہ حکومت سے ناخوش تھے۔ وہ دیوی لال کے وعدے سے گرویدہ بھی ہوئے۔ اس لیے جب انتخابات ہوئے تو اُنہوں نے لوک دل اور اُس کے اتحادیوں کے حق میں پوری گرمجوشی سے ووٹ دیے۔ لوک دل اور اُن کے ساتھیوں نے ریاستی اسمبلی کے اندر 90 نشستوں میں سے 76 نشستیں جیت لیں۔ تنہا لوک دل ہی کی 60 نشستیں تھیں جس کے نتیجہ میں اسمبلی کے اندر اس کو واضح اکثریت حاصل ہوئی۔ کانگریس صرف پانچ نشستوں پر کامیاب رہی۔

کیا زیادہ تر لیڈر الیکشن کے دوران کئے ہوئے اپنے وعدے پورے کرتے ہیں؟

انتخاب کا اعلان ہوتے ہی پچھلے وزیر اعلیٰ نے استعفیٰ دے دیا۔ ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لیے منتخب لوک دل کے نئے ممبران (MLA) نے دیوی لال کو اپنا لیڈر منتخب کر لیا۔ گورنر نے دیوی لال کو نیا وزیر اعلیٰ بننے کی دعوت دی۔ انتخابی نتائج کے تین دن بعد وہ وزیر اعلیٰ بن گئے۔ وزیر اعلیٰ بنتے ہی اُن کی حکومت نے چھوٹے کسانوں، زراعتی مزدوروں اور چھوٹے دکانداروں کے اوپر بڑھتے قرضوں سے دست بردار ہونے کا سرکاری اعلان کر دیا۔ اُن کی پارٹی نے ریاست پر چار سال تک حکومت کی۔ اگلے انتخابات 1991 میں ہوئے۔ لیکن اس بار اُن کی پارٹی کو عوامی حمایت حاصل نہ ہوسکی۔ کانگریس نے انتخاب جیت لیا اور حکومت سازی کی۔

© NCERT not to be republished

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

جگدیپ اور نوپریت نے یہ کہانی پڑھی اور مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کون سے نتائج صحیح یا غلط ہیں۔ (کہانی میں دی گئی معلومات ان کو صحیح یا غلط بتانے میں ناکافی ہے)

- انتخابات حکومت کی پالیسی بدلنے کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔
- گورنر نے دیوی لال کو وزیراعلیٰ بننے کی دعوت اس لیے دی کیونکہ وہ اُن کی تقاریر سے متاثر ہوا ہے۔
- عوام ہر حکمران پارٹی سے ناخوش رہتے ہیں۔ اور اگلے الیکشن میں اُس کے خلاف ووٹ دیتے ہیں۔
- وہ پارٹی جو الیکشن جیتتی ہے حکومت سازی کرتی ہے۔
- الیکشن نے ہریانہ میں کافی معاشی ترقی کا راستہ کھولا۔
- کانگریس وزیراعلیٰ کو انتخابات ہارنے کے بعد استعفٰی دینے کی ضرورت نہ تھی۔

سرگرمی

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ریاست میں پچھلے اسمبلی انتخابات کب ہوئے تھے؟ آپ کے علاقے میں، پچھلے پانچ سالوں میں کون سے دوسرے انتخابات ہوئے تھے؟ انتخابات کی سطح لکھئے (قومی، اسمبلی اور پنچایت وغیرہ) وہ کب ہوئے تھے اور ان افراد (ایم پی، ایم ایل اے وغیرہ) نام اور القاب تحریر کیجیے۔ جو آپ کے علاقے سے چنے گئے۔

ہمیں انتخابات کی ضرورت کیوں ہے؟

(Why do we need elections?)

جمہوریت میں انتخابات باقاعدگی سے ہوتے ہیں۔ ہم نے پہلے باب میں لکھا تھا کہ دنیا کے اندر ایسے 100 سے بھی زیادہ ممالک ہیں جن میں عوامی نمائندوں کے انتخابات کے لیے الیکشن ہوتے رہتے ہیں۔ ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ بہت سے ایسے ممالک میں بھی انتخابات ہوتے ہیں جو جمہوری نہیں ہیں۔

لیکن انتخابات کی ضرورت پیش کیوں آتی ہے؟ آیئے ہم ایسی جمہوریت کا تصور کریں جہاں انتخابات ہی نہیں ہوتے۔ اگر تمام ہی لوگ روزانہ ایک ساتھ مل بیٹھیں اور تمام فیصلے خود کریں تو کیا انتخابات کے بغیر لوگوں کی حکومت ممکن ہوسکتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم دوسرے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ ایسا اتنے بڑے ملک میں کبھی بھی ایسا ممکن نہیں ہے۔ نہ ہر شخص کے لیے وقت نکالنا اور تمام معاملات کے بارے میں فیصلے کا علم رکھنا ممکن ہے۔ اس لیے زیادہ تر جمہوریتوں میں لوگ اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرتے ہیں۔

کیا بغیر انتخابات کرائے نمائندوں کے چننے کا کوئی جمہوری طریقہ موجود ہے؟ آیئے ایک ایسی جگہ کا تصور کریں جہاں نمائندوں کا چناؤ عمر اور تجربے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ یا کسی ایسے مقام کا جہاں اُن کا چناؤ تعلیم اور علم کی بنیاد پر ہوتا ہو۔ یہ فیصلہ کرنے میں بڑی مشکل پیش آئے گی کہ آیا کون تجربہ کار یا باعلم ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ لوگ ان مشکلات کو حل کر سکتے ہیں۔ واضح ہو کہ ایسی جگہ پر انتخابات کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔

لیکن کیا ہم اس جگہ کو جمہوریت کہہ سکتے ہیں؟ ہم کو اس بات کا علم کس طرح ہوگا۔ لوگ اپنے نمائندوں کو پسند کرتے ہیں یا نہیں؟ ہم اس بات کو یقینی کس طرح بنا سکتے ہیں کہ یہ نمائندے لوگوں کی خواہشات کے مطابق حکومت کرتے ہیں؟ اور اس بات کو کس طرح یقینی بنایا جائے کہ وہ لوگ جن کو عوام ناپسند کرتے ہیں؟ اُن کے نمائندے نہ رہ سکیں؟ اسی وجہ سے ایک ایسے طریقۂ کار کی ضرورت پیش

not to be republished © NCERT

آتی ہے جس کے مطابق معینہ وقفوں پر لوگ اپنے نمائندوں کا انتخاب کر سکیں اور اگر چاہیں تو اُن کو بدل سکیں۔ یہی طریقہ کار الیکشن کہلاتا ہے۔ اسی لیے ہمارے زمانے میں کسی بھی نمائندہ جمہوریت کے لیے انتخابات ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

کسی بھی الیکشن میں ووٹ دہندگان متعدد چناؤ کرتے ہیں۔

- وہ چن سکتے ہیں کہ اُن کے لیے قانون سازی کون کرے گا۔
- وہ چن سکتے ہیں کہ حکومت سازی کا کام کون کرے گا اور اہم فاصلے کرے گا۔
- وہ ایک ایسی پارٹی چن سکتے ہیں جن کی پالیسیاں حکومت کی رہبری کریں گی اور قانون سازی کریں گی۔

کون سی خصوصیت الیکشن کو جمہوری بناتی ہے؟

(What makes an election democratic?)

الیکشن کئی طریقوں سے کرائے جا سکتے ہیں۔ تمام جمہوری ممالک میں انتخابات ہوتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر غیر جمہوری ممالک میں بھی کسی نہ کسی نوعیت کے الیکشن ہوتے ہیں۔ ہم جمہوری الیکشن اور کسی دوسرے الیکشن کے درمیان فرق کس طرح کریں گے؟ اس سوال پر دوسرے باب میں مختصراً بحث کر چکے ہیں۔ وہاں ہم نے بہت سی ایسی مثالوں پر بحث کی تھی جہاں انتخابات ہوتے ہیں لیکن ہم اُن کو حقیقی معنوں میں جمہوری انتخابات نہیں کہہ سکتے۔ آیئے ہم وہاں سیکھے ہوئے اسباق کو یاد کرتے ہیں اور جمہوری الیکشن کی کم سے کم شرائط کی ایک سادہ سی فہرست کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔

- پہلا، ہر شخص کو چننے کا اہل ہونا چاہیے اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر فرد کا ایک ووٹ ہونا چاہئے اور ہر ووٹ کی قیمت برابر ہونی چاہئے۔
- دوسرا، کوئی ایسی چیز بھی ہونا چاہیے جس میں سے چناؤ کرنا مقصود ہو۔ پارٹیوں اور اُمیدواروں کو الیکشن لڑنے میں آزادی ہونا چاہیے اور رائے دہندگان (ووٹرز) کے لیے کوئی حقیقی انتخاب ہونا چاہیے۔
- تیسرا، انتخاب کا حق باقاعدگی سے ملتے رہنا چاہیے۔ یہ انتخابات معمول کے مطابق ہر چند سال بعد ہونے چاہئیں۔
- چوتھا، عوام جس کو بھی چنیں اُن کا انتخاب ہونا چاہئے۔
- پانچواں، انتخابات ایسے آزادانہ اور منصفانہ طریقے سے ہونا چاہئیں جہاں عوام اپنی ہی خواہش کے مطابق چنیں۔

دیکھنے میں یہ شرائط بالکل سادہ اور آسان لگتی ہوں گی، لیکن بہت سے ممالک ایسے بھی ہیں جہاں یہ پوری نہیں کی جاتیں۔ اس باب میں ہم یہ دیکھنے کے لیے کہ ہم ان کو جمہوری انتخابات کہہ سکتے ہیں، ہم اپنے ملک کے اندر ہونے والے انتخابات پر ان کو نافذ کر کے دیکھتے ہیں۔

سیاسی مقابلہ آرائی ایک اچھی بات ہے؟

(Is it good to have political competition?)

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ انتخابات سیاسی مقابلے کے لیے ہوتے ہیں۔ اس مقابلہ کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ سب سے زیادہ واضح شکل سیاسی پارٹیوں کے درمیان مقابلہ آرائی ہے۔ انتخابی حلقے کی سطح پر یہ کئی اُمیدواروں کے درمیان مقابلے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اگر کوئی مقابلہ ہی نہ ہو تو انتخاب بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔

لیکن کیا سیاسی مقابلہ ہونا ایک اچھی بات ہے؟ یہ بات واضح ہے کہ انتخابی مقابلہ نقائص سے پر ہے۔ یہ ہر

ہم دیکھ چکے ہیں کہ جمہوریتوں کو انتخابات کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔ لیکن غیر جمہوری ممالک میں حکمرانوں کو انتخابات کرانے کی ضرورت کیوں ہوتی ہے؟

© NCERT not to be republished

علاقے کے اندر انتشار اور گروہ بندی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ آپ نے اپنے علاقے میں لوگوں کو ''پارٹی سیاست'' کے بارے میں شکایت کرتے ہوئے سنا ہوگا۔ اکثر مختلف سیاسی پارٹیاں او رلیڈر ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کرتے ہیں۔ اکثر پارٹیاں اور اُمیدوار انتخابات جیتنے کے لیے نازیبا طریقے اختیار کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انتخاب دوڑ کو جیتنے کے لیے یہ دباؤ ایک بامعنی طویل المدتی پالیسیاں بنانے کی اجازت نہیں دیتا۔ چند اچھے لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، لیکن گندی سیاست سے مجبور ہوکر الیکشن نہیں لڑتے۔ وہ خود کو غیر صحت مند مقابلے میں گھسیٹنا پسند نہیں کرتے۔

ہمارے آئین کے معماروں کو ان مسائل کا علم تھا۔ اس کے باوجود اُنہوں نے انتخابات میں آزادانہ مقابلے کے حق میں رائے دی جو اپنے مستقبل کے لیڈروں کا چناؤ کا واحد راستہ تھا۔ اُنہوں نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ یہ نظام طویل مدت تک چل سکتا تھا۔ ایک معیاری دنیا کے اندر تمام سیاسی لیڈروں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ عوام کے لیے کون سی بات بہتر ہے۔ اور ایسے لوگوں کو عوامی خدمات کی خواہش سے تحریک ملتی ہے۔ ایسی معیاری اور مثالی دنیا کے اندر سیاسی مقابلہ آرائی ضروری نہیں۔ لیکن جو کچھ ہماری حقیقی زندگی میں ہوتا ہے ایسا دیکھنے میں نہیں آتا۔ پوری دنیا میں سیاسی لیڈر، دوسرے پیشہ وروں کی طرح اپنی ہی سیاسی روِش کو آگے لے جانے کی خواہش سے تحریک پاتے ہیں۔ وہ اپنے ہی لیے اقتدار میں رہنا یا اُس کو پانے یا اپنی حیثیت بڑھانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ بھی ہے کہ اُن کے دل میں عوامی خدمت کا جذبہ موجود ہوتا ہے لیکن پورے طور پر فرض شناسی کے جذبے پر منحصر رہنا خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر وہ عوامی خدمات انجام دینا بھی چاہیں تو اُن کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ ایسا کس کس طرح کیا جائے۔ یا یہ کہ اُن کے نظریات عوامی خواہش سے میل نہیں کھاتے۔

اب ہم اس حقیقی زندگی میں پیش آنے والی صورت حال سے کس طرح نمٹیں؟ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ہم سیاسی لیڈروں کے علم اور کردار کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ دوسرا اور زیادہ حقیقت پسندانہ طریقہ ایک ایسے نظام کا قیام ہے جہاں سیاسی لیڈروں کو عوامی خدمت کے لیے انعام سے نوازا جائے اور ایسا نہ کرنے والوں کو سزا دی جائے۔ اس انعام یا سزا کا فیصلہ کون کرتا ہے؟ اس کا جواب ہے عوام۔ یہی وہ کام ہے جس کو انتخابی مقابلہ انجام دینا ہے۔ معمول کے مطابق انتخابی مقابلہ سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو ترغیب دلاتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ ایسے مسائل سامنے لائیں جن کو عوام اُٹھانا چاہتے ہیں، تو اگلے انتخابات میں اُن کی مقبولیت اور جیت کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنے کام سے رائے دہندگان کو مطمئن کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو پھر وہ دوبارہ جیت نہیں سکتے۔

اس لیے اگر کسی سیاسی پارٹی کو اقتدار پر قابض رہنے کی بھلے ہی تحریک ملتی ہو تب بھی وہ عوامی خدمات انجام دینے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ انتخابات تو بس ایک بازار کی طرح ہوتے ہیں جہاں زیادہ سے زیادہ منافع کے لیے مقابلہ آرائی رہتی ہے۔ چاہے دوکاندار کو صرف اپنے منافع سے ہی دلچسپی کیوں نہ ہو، وہ اپنے گاہکوں کو بہتر خدمات مہیا کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا، تو گاہک دوسری دکان کا رُخ کرے گا۔ اسی طرح سے، سیاسی مقابلہ بٹواروں اور چند بھدے پن کی مثالوں کا بھی سبب بنتا ہے۔ لیکن بالآخر یہ سیاسی پارٹیوں اور لیڈروں کو عوامی خدمات انجام دینے پر مجبور کرتا ہے۔

بھئی واہ! الیکشن تو ہمارے امتحانات کی طرح ہیں جہاں سیاست دانوں اور پارٹیوں کو علم ہو جاتا ہے کہ وہ پاس ہوئے یا فیل۔ لیکن مُمتحن کون ہیں؟

© NCERT not to be republished

میں ایک ایسا مباحثہ مرتب کیجیے کہ جس سے آپ کے اپنے علاقے میں ان دونوں کارٹونوں کی حقیقت اصل زندگی سے قریب تر دکھائی دیتی ہو۔ ووٹروں اور سیاسی لیڈروں کے درمیان تعلق ظاہر کرنے کے لیے الیکشن کے کردار پر ایک کارٹون بنائیے۔

کارٹون پڑھیے

4.2 ہمارا نظام انتخابات کیا ہے؟

(WHAT IS OUR SYSTEM OF ELECTIONS?

کیا ہمارے ملک کے اندر ہونے والے انتخابات جمہوری ہیں؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے آیئے نظر ڈالتے ہیں کہ ہندوستان میں انتخابات کس طرح ہوتے ہیں۔ لوک سبھا اور ودھان سبھا (اسمبلی) کے انتخابات ہر پانچ سال بعد معمول کے مطابق ہوتے ہیں۔ پانچ سال بعد تمام منتخبہ نمائندوں کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ لوک سبھا یا ودھان سبھا ''تحلیل'' ہوجاتی ہے۔ تمام انتخابی حلقوں میں انتخابات، ایک ہی وقت پر، یا اُسی دن یا پھر چند دنوں کے اندر اندر کرائے جاتے ہیں۔ اس کو عام انتخاب کہتے ہیں۔ بعض اوقات کسی ممبر کی موت یا استعفیٰ کی وجہ سے خالی ہوئی جگہ کو پر کرنے کے لیے صرف ایک ہی حلقے میں الیکشن کرائے جاتے ہیں یہ ضمنی انتخاب کہلاتا ہے۔ اس باب میں ہم عام انتخابات پر خصوصی بحث کریں گے۔

انتخابی حلقے (Electoral constituencies)

آپ نے ہریانہ میں عوام کے ہاتھوں 90 ایم ایل اے کے انتخاب کے بارے میں پڑھا ہے۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ اُنھوں نے یہ کام کس طرح کیا تھا۔ کیا ہریانہ میں رہنے والے ہر شخص نے تقریباً 90 ممبران کو ووٹ دیا تھا؟ شاید آپ کو علم ہوگا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں علاقہ وار نمائندگی کا نظام موجود ہے۔ الیکشن کے مقصد سے پورے ملک کو مختلف علاقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ علاقے انتخابی حلقے کہلاتے ہیں۔ وہ رائے دہندگان جو اُسی علاقے میں رہتے ہیں۔ اپنے لیے ایک نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں۔ لوک سبھا انتخابات کے لیے ملک کو 543 انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر انتخابی حلقے سے منتخبہ نمائندہ ممبر پارلیمنٹ یا ایم پی کہلاتا ہے۔ جمہوریت کی

© NCERT not to be republished

خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہر ووٹ کی قیمت برابر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا آئین اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر انتخابی حلقے میں آبادی تقریباً یکساں ہونی چاہیے۔

اسی طرح سے ہر ریاست کو متعدد اسمبلی (ریاستی) انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کا منتخبہ نمائندہ ممبر آف لیجسلیٹو اسمبلی یا ایم ایل اے کہلاتا ہے۔ ریاست کے اندر ہر پارلیمانی انتخابی حلقے کے اندر کئی اسمبلی انتخابی حلقے ہوتے ہیں۔ یہی اُصول پنچایت اور میونسپل الیکشن پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ ہر گاؤں یا قصبے کو متعدد ''وارڈوں'' میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جو انتخابی حلقوں کی ہی طرح ہوتے ہیں۔ ہر وارڈ کسی گاؤں یا شہری مقامی جماعت (مقامی حکومت) کے لیے ایک ممبر کا انتخاب کرتا ہے۔ بعض اوقات ان انتخابی حلقوں کو نشستوں کی حیثیت سے گنا جاتا ہے کیونکہ ہر انتخابی حلقہ اسمبلی کے اندر ایک نشست کی نمائندگی کرتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہریانہ میں لوک دل نے 60 نشستیں جیتیں، اس کا یہ مطلب ہوا کہ ریاست کے اندر اسمبلی کے 60 انتخابی حلقوں میں لوک دل اُمیدواروں نے فتح حاصل کی اور اس طرح ریاستی اسمبلی کے اندر لوک دل کے 60 ایم ایل اے تھے۔

محفوظ انتخابی حلقے (Reserved constituencies)

ہمارا آئین ہر شہری کو اپنے عوامی نمائندوں کے انتخاب کا اور ایک نمائندے کی حیثیت سے چنے جانے کا اہل بناتا ہے۔ تاہم آئین بنانے والے متفکر تھے کہ ایک کھلے انتخابی مقابلے میں مخصوص کمزور طبقات لوک سبھا اور ودھان سبھاؤں میں چنے جانے کا اچھا موقع نہیں پا سکتے۔ ان کے پاس دوسروں کے خلاف انتخابات لڑنے اور جیتنے کے لیے مطلوبہ وسائل، تعلیم اور رابطے نہیں ہو سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو باأثر ہیں اور پُر وسائل اور باتدبیر ہیں، ایسے لوگوں کو الیکشن جیتنے سے روک سکتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو ہماری پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیاں ہماری آبادی کے ایک اہم طبقے کی آواز سے محروم رہ جاتیں۔ اس صورت حال سے ہماری جمہوریت بہت کم نمائندگانہ اور کم جمہوری بن کر رہ جاتی۔

اس لیے ہمارے آئین بنانے والوں نے سماج کے کمزور طبقات کے لیے محفوظ انتخابی حلقوں کے مخصوص نظام بنانے کا طریقہ سوچا۔ اس لیے چند انتخابی حلقے درج فہرست ذاتوں (ایس سی) اور درج فہرست قبائل (ایس ٹی)

گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقہ

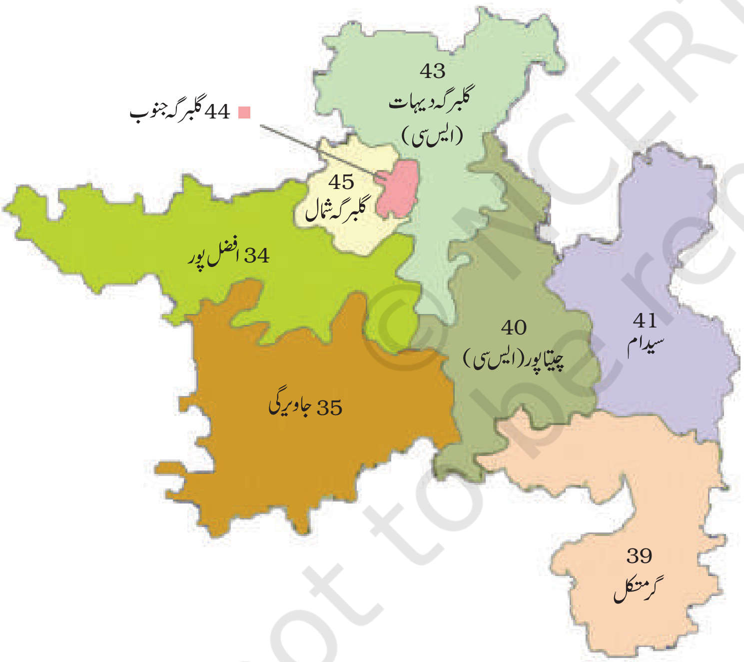

© NCERT not to be republished

کرناٹک میں ضلع (کلبرگی) گلبرگہ

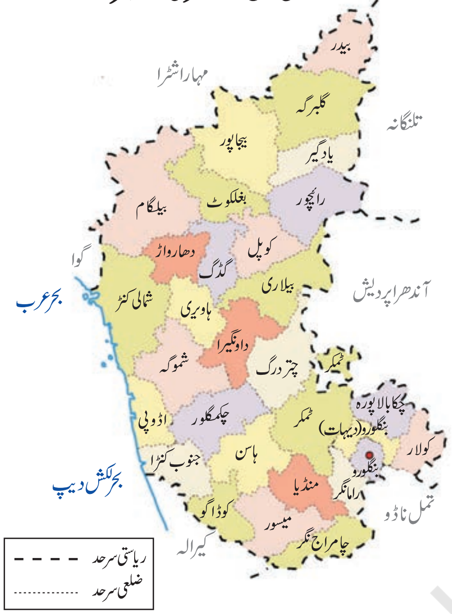

- گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے کی سرحد (کلبرگی) گلبرگہ کی ضلعی سرحد جیسی کیوں نہیں ہے؟ اپنے لوک سبھا انتخابی حلقے کا ایسا ہی نقشہ بنایئے۔
- گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے میں اسمبلی انتخابی حلقوں کی تعداد کتنی ہے؟ کیا یہ آپ کے اپنے لوک سبھا انتخابی حلقے جیسی ہے؟

کے لوگوں کے لیے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ایک محفوظ انتخابی حلقے کے اندر (ایس سی) صرف درج فہرست ذاتوں سے وابستہ فرد ہی الیکشن کے لیے کھڑا ہوسکتا ہے۔ اسی طرح سے صرف درج فہرست قبائل سے وابستہ افراد ہی محفوظ انتخابی حلقے سے (ایس ٹی) الیکشن لڑ سکتے ہیں۔ حالیہ لوک سبھا کے اندر درج فہرست ذاتوں کے لیے 84 نشستیں اور درج فہرست قبائل کے لیے (1 ستمبر 2012 سے) 47 نشستیں محفوظ ہیں۔ یہ تعداد ملک کی کل آبادی میں اُن کی نسبت کے مطابق ہے اس طرح سے ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ نشستوں نے کسی دوسرے سماجی گروپ کو اُس کے جائز حق سے محروم نہیں کیا ہے۔

پنچایت کی طرح کیا عورتوں کے لیے پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں میں کم سے کم ایک تہائی نشستیں محفوظ نہیں ہونی چاہئیں؟

بعد میں تحفظ کے اس نظام کو ضلعی اور مقامی سطح پر سماج کے دوسرے کمزور طبقات تک بھی بڑھا دیا گیا۔ بہت سی ریاستوں میں دیہی (پنچایت) اور شہری (میونسپلٹیاں اور کارپوریشنس) مقامی جماعتوں میں نشستیں دوسرے پسماندہ طبقات کے لیے بھی محفوظ کر دی گئی ہیں۔ اسی طرح سے خواتین اُمیدواروں کے لیے دیہی اور شہری مقامی جماعتوں میں ایک تہائی نشستیں محفوظ ہیں۔

رائے دہندگان کی فہرست (Voters' list)

انتخابی حلقوں کا فیصلہ ہونے کے بعد فیصلہ کا اگلا قدم یہ ہے کہ ووٹ کون دے سکتا ہے اور کون نہیں۔ یہ فیصلہ آخری دن تک کسی پر بھی چھوڑا نہیں جاسکتا۔ جمہوری الیکشن میں انتخابات سے بہت پہلے ہی ووٹ دینے کے اہل لوگوں کی فہرست تیار کر لی جاتی ہے اور ہر شخص کو دے دی جاتی ہے۔ اس فہرست کو سرکاری طور پر انتخابی فہرست یا عام زبان میں ووٹر لسٹ کہا جاتا ہے۔

یہ ایک نہایت اہم قدم ہوتا ہے کیونکہ یہ جمہوری الیکشن کی پہلی شرط سے وابستہ ہے، وہ شرط یہ ہے کہ ہر شخص کو نمائندوں کے انتخاب میں مساوی موقع ملنا چاہئے۔ پہلے باب میں ہم نے عام بالغ رائے دہندگی کے بارے میں پڑھا تھا۔ عملی طور پر اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کا ایک ووٹ ہونا چاہئے اور ہر ووٹ کی قیمت برابر ہونی چاہئے۔ بغیر مناسب وجوہات کے کسی کو ووٹ کے حق سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔ مختلف شہری ایک دوسرے کے مقابلے مختلف حیثیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ تو مالدار ہوتے ہیں، کچھ غریب اور چند بے حد تعلیم یافتہ، چند تعلیم یافتہ ہوتے ہی نہیں، ان میں چند ایسے ہیں جو بے حد شریف النفس ہیں جبکہ دوسرے ان سے بالکل مختلف۔ لیکن سب ہی انسان ہیں جن کی

© NCERT not to be republished

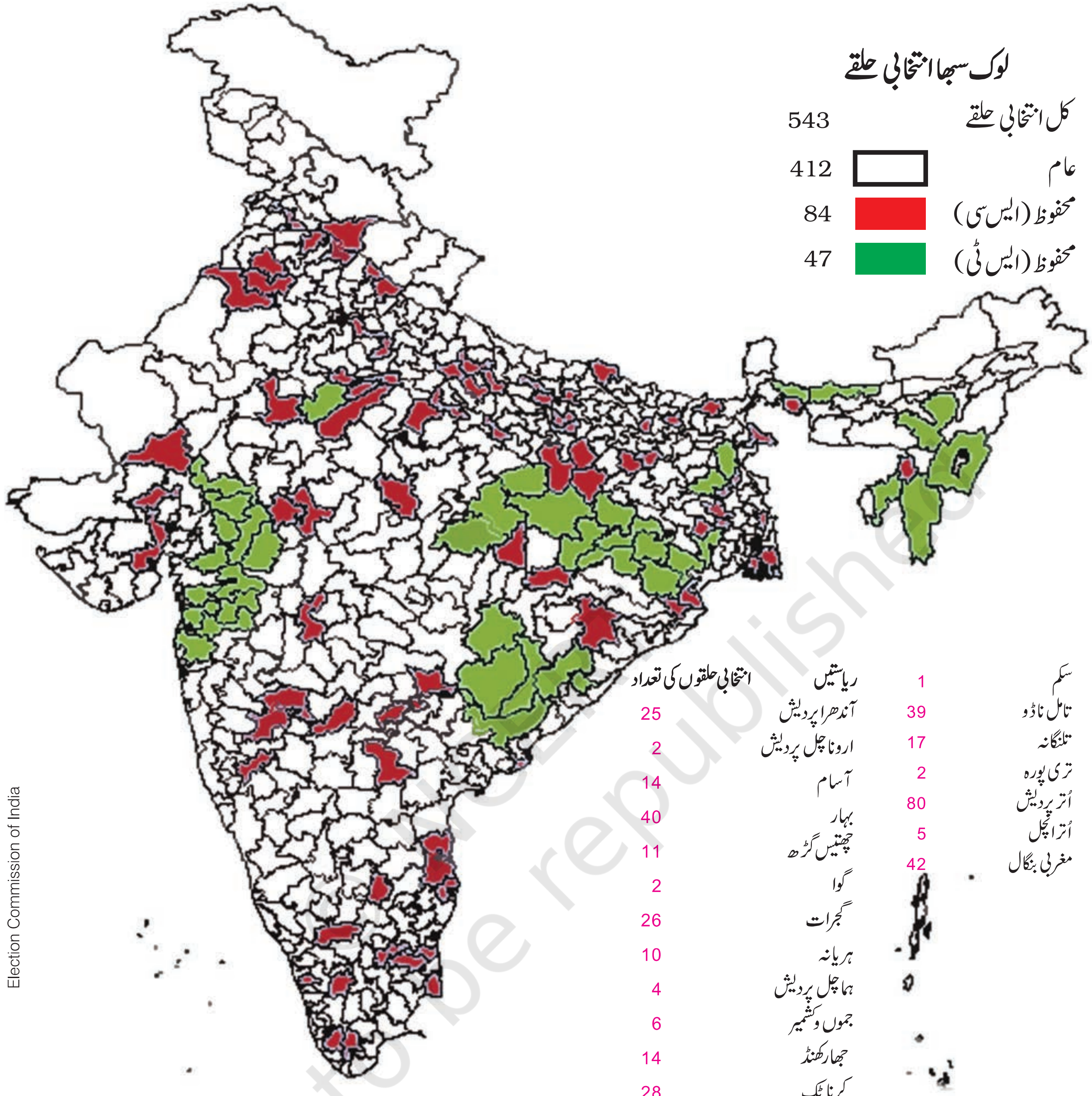

Election Commission of India

ریاستیں	انتخابی حلقوں کی تعداد
آندھرا پردیش	25
اروناچل پردیش	2
آسام	14
بہار	40
چھتیس گڑھ	11
گوا	2
گجرات	26
ہریانہ	10
ہماچل پردیش	4
جموں وکشمیر	6
جھارکھنڈ	14
کرناٹک	28
کیرالہ	20
مدھیہ پردیش	29
مہاراشٹر	48
منی پور	2
میگھالیہ	2
میزورم	1
ناگالینڈ	1
اُڈیشہ	21
پنجاب	13
راجستھان	25
سکم	1
تامل ناڈو	39
تلنگانہ	17
تری پورہ	2
اُتر پردیش	80
اُترانچل	5
مغربی بنگال	42

مرکز کے زیر انتظام علاقے

جزائر انڈومان اور نکوبار	1
چنڈی گڑھ	1
دادر اور نگر حویلی	1
دمن اور دیو	1
دہلی	7
لکش دیپ	1
پڈوچیری	1

اوپر دیا گیا نقشہ دیکھئے اور درج ذیل سوالات کے جواب دیجئے۔

- آپ کی ریاست اور آپ کی دو پڑوسی ریاستوں میں لوک سبھا انتخابی حلقوں کی تعداد کیا ہے؟
- کون سی ریاستوں میں 30 لوک سبھائی انتخابی حلقوں سے زیادہ ہیں؟
- چند ریاستوں میں انتخابی حلقوں کی تعداد اتنی زیادہ کیوں ہے؟
- چند انتخابی حلقے رقبہ کے لحاظ سے چھوٹے، جبکہ دوسرے بہت بڑے کیوں ہیں؟
- کیا ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ انتخابی حلقے پورے ملک میں یکساں طور سے پھیلے ہیں یا چند علاقوں میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

not to be republished

اپنی اپنی ضروریات اور اندازِ فکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو اُن فیصلوں پر کہنے کا مساوی حق حاصل ہونا چاہیے جو اُن کو متاثر کرتے ہیں۔

ہمارے ملک میں 18 سال یا اُس سے زیادہ عمر کے تمام شہری الیکشن میں ووٹ دے سکتے ہیں۔ بلا لحاظ تفریق ذات، مذہب یا صنف ہر شہری کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے۔ چند جرائم پیشہ اور ذہنی طور سے مفلوج لوگوں کو ووٹ کے حق سے محروم رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ شرط بے حد کمیاب صورتوں ہی میں نافذ ہوتی ہے۔ ووٹر لسٹ میں تمام اہل رائے دہندگان کا نام درج کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ جوں جوں نئے افراد ووٹ دینے کی عمر کو پہنچتے ہیں، اُن کے نام ووٹر لسٹ میں شامل کر دیے جاتے ہیں۔ اُن لوگوں کے نام جو اپنی جائے رہائش چھوڑ چکے ہیں یا فوت ہو چکے ہیں، کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ہر پانچ سال بعد ووٹر لسٹ کی مکمل نظرثانی کی جاتی ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ایسا اس لیے کیا جاتا ہے کہ ووٹر لسٹ تاریخ جاریہ تک صحیح ہو۔ پچھلے چند سالوں سے الیکشن فوٹو شناختی کارڈ (ای پی آئی سی) کا ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ حکومت نے ووٹر لسٹ میں درج ہر فرد کو یہ کارڈ دینے کی کوشش کی ہے۔ رائے دہندگان کو ووٹ دینے کے وقت اپنے ہمراہ یہ کارڈ لے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ کسی ایک ووٹر کی بجائے کوئی دوسرا شخص ووٹ نہ ڈال دے۔ لیکن اب تک ووٹ دینے کے لیے کارڈ لے جانا ضروری نہیں ہے۔ رائے دہندگان اپنی شناخت کے دوسرے کئی ثبوت دکھا سکتے ہیں۔ مثلاً راشن کارڈ یا گاڑی چلانے کا لائسنس۔

اُمیدواروں کی نامزدگی (Nomination of candidates)

ہم نے اوپر یہ بات ذہن نشین کی ہے کہ کسی جمہوری الیکشن میں عوام کے سامنے حقیقی انتخاب ہونا چاہیے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب الیکشن لڑنے میں کسی بھی شخص پر تقریباً کوئی بھی پابندیاں عائد نہ ہوں۔ ہمارے الیکشن کا نظام یہی سہولت مہیا کرتا ہے۔ کوئی بھی ایسا شخص جو رائے دہندہ ہو، الیکشن میں ایک اُمیدوار بن سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے اُمیدوار ہونے کے لیے کم سے کم عمر کی حد 25 سال ہے جبکہ رائے ہندہ ہونے کے لیے عمر صرف 18 سال یا اُس سے زیادہ ہونی چاہیے۔ مجرموں وغیرہ پر چند دوسری پابندیاں عائد ہیں لیکن ان کا استعمال نہایت ہی بدترین حالت میں کیا جاتا ہے۔ سیاسی پارٹیاں اپنے اُمیدوار نامزد کرتی ہیں جن کو پارٹی کی علامت اور حمایت حاصل ہوتی ہے۔ پارٹی کی نامزدگی کو اکثر پارٹی کا ''ٹکٹ'' کہا جاتا ہے۔

ہر اُس شخص کو جو الیکشن لڑنے کا خواہش مند ہو، ایک نامزدگی فارم بھرنا پڑتا ہے اور کچھ رقم ''زرِ ضمانت'' کے طور پر دینا ہوتی ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ کی ہدایت پر اعلان نامے کا ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ہر اُمیدوار کو اپنی ذاتی تفصیلات دیتے ہوئے ایک قانونی اعلان نامہ بھرنا پڑتا ہے۔ ہر اُمیدوار کو درج ذیل تمام تفصیلات دینی ہوتی ہیں۔

- ہر اُمیدوار کے خلاف چل رہے سنگین مجرمانہ مقدمات
- اُمیدوار اور اُس کی فیملی کے اثاثوں اور واجبات کی تفصیلات۔
- اُمیدوار کی تعلیمی اہلیتیں۔

یہ معلومات عوام کے سامنے لانا چاہیے۔ اس سے اُمیدوار کے ذریعہ مہیا کی گئی معلومات کی بنیاد پر فیصلہ لینے کا ایک موقع مہیا ہوگا۔

اُمیدواروں کے لیے اُن کی جائیداد کا تفصیلی حال دینا ضروری کیوں ہے؟

© NCERT not to be republished

اُمیدواروں کے لیے تعلیمی قابلیت؟

جب ملک کے اندر کسی بھی ملازمت کے لیے کسی نہ کسی حد تک تعلیمی قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر اتنا اہم عہدہ اور حیثیت حاصل کرنے کے لیے کسی بھی تعلیمی قابلیت کی ضرورت کیوں نہیں ہے؟

- ہر قسم کے کاموں کے لیے تعلیمی قابلیتوں کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ یہ اُس سے متعلق نہیں ہوتیں۔ مثال کے طور پر ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے اندر انتخاب کے لیے متعلقہ قابلیت تعلیمی ڈگریاں نہیں ہیں بلکہ اس کے لیے کھیل کی بہتر کارکردگی کی صلاحیت ضروری ہے۔ اسی طرح سے ایک ایم پی یا ایم ایل اے ہونے کے لیے متعلقہ قابلیت عوامی مسائل کو سمجھنا اور اُن کے مفادات کو سامنے لانا ہے۔ وہ ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں، اس اہلیت کا احتساب کرنے کے لیے ہر پانچ سال بعد اُن کے لاکھوں ووٹر جو اُن کے ممتحن ہیں، اُن کا امتحان لیتے ہیں۔
- اور اگر متعلقہ تعلیم ضروری بھی ہو تو یہ بات اُن لوگوں پر چھوڑ دینی چاہیے کہ وہ تعلیمی قابلیت کو کس درجہ اہمیت دیتے ہیں۔
- ہمارے ملک میں تعلیمی قابلیت کو اہمیت دینا ایک دوسری وجہ سے جمہوریت کی روح کے خلاف جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ملک کے شہریوں کی اکثریت کو الیکشن لڑنے کے حق سے محروم کرنا۔ مثال کے طور پر اگر ایک گریجویٹ ڈگری مثلاً بی۔اے، بی۔کام یا بی۔ایس۔سی کسی اُمیدوار کے لیے ضروری کر دی جاتی تو 90 فیصد سے زیادہ شہری الیکشن لڑنے میں نااہل بن جائیں گے۔

انتخابی مہم (Election Campaign)

الیکشن کا بنیادی مقصد عوام کو ایک ایسا موقع فراہم کرنا ہے جہاں وہ اپنے نمائندوں، حکومت اور اپنی مرضی کی پالیسیوں کا انتخاب کریں۔ بہر حال اس بارے میں کھلی اور آزادانہ بحث ہونی چاہیے کہ کون بہتر نمائندگی کر سکتا ہے اور یہ کہ کون سی پارٹی بہتر حکومت فراہم کر سکتی ہے یا یہ کہ کون سی پالیسی بہتر ہے۔ الیکشن مہم کے دوران یہی تمام مسائل سامنے آتے ہیں۔

ہمارے ملک کے اندر ایسی مہم اُمیدواروں کی آخری فہرست کے اعلان اور پولنگ کی تاریخ کے درمیان دو ہفتہ کی مدت کے لیے ہوتی ہے۔ اس مدت میں اُمیدوار اپنے رائے دہندگان سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈر انتخابی جلسوں کو خطاب کرتے ہیں اور سیاسی پارٹیاں اپنے حامیوں کو حرکت میں لاتی ہیں۔ یہ وہ زمانہ بھی ہوتا ہے جب اخبار اور ٹیلی ویژن الیکشن کی کہانیوں اور مباحثوں سے بھرے پڑے ہوتے ہیں۔ لیکن انتخابی مہم ان ہی دو ہفتوں کے اندر محدود نہیں ہوتی۔ سیاسی پارٹیاں کئی مہینے پہلے ہی سے اصل الیکشن شروع ہونے سے پہلے الیکشن کے لیے تیاریاں شروع کر دیتی ہیں۔

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

انتخابی نظام کی درج ذیل خصوصیات کے ساتھ اُن اُصولوں کو ملایئے جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

اُصول	انتخابی نظام کی خصوصیات
عالمگیر بالغ رائے دہندگی	ہر انتخابی حلقے میں تقریباً یکساں آبادی ہوتی ہے
کمزور طبقات کی نمائندگی	ہر اُس شخص کو جس کی عمر 18 سال یا اُس سے زیادہ ہو، ووٹ دینے کا حق ہے
کشادہ سیاسی مقابلہ	کوئی بھی شخص پارٹی بنا سکتا ہے اور الیکشن لڑ سکتا ہے
ایک ووٹ ایک قیمت	ایس سی اور ایس ٹی کے لیے نشستوں کا تحفظ

© NCERT not to be republished

فہرست رائے دہندگان ۔ سال ۲۰۱۸ : ریاست (S09) جموں وکشمیر

نمبرونام اسمبلی حلقہ انتخاب و حیثیت نشست:	6-اُوڑی (عمومی)	حصہ نمبر 4M

نمبر، نام و حیثیت نشست پارلیمانی حلقہ انتخاب جسمیں اسمبلی حلقہ انتخاب واقعہ ہے: بارہمولہ-1 عمومی

۱۔ تفاصیل نظرثانی:

سال نظرثانی:	:	2018	فہرست کی پہچان: بنیادی فہرست ۲۰۱۸ بشمولہ تمام ضمیمہ جات جوکہ نظرثانی سال ۲۰۱۸ سے پہلے موجود تھے
تاریخ اہلیت ۔ غیرریاستی	:	1/1/2018	
تاریخ اہلیت - ریاستی	:	1/1/2018	
قسم نظرثانی:	:	خصوصی سرسری جائزہ	
تاریخ اشاعت:	:	03-Oct-2017	

۲۔ تفاصیل علاقہ جات جوکہ حصہ میں شامل ہے

اس حصہ میں جز کا نام :

خان محلہ / مرتھان

اصل گاؤں:	شاہدرا
وارڈ نمبر:	
پٹوار حلقہ:	دولانجہ
پولیس اسٹیشن:	اوڑی
ڈاکخانہ:	اوڑی
تحصیل:	اوڑی
ضلع:	بارہمولہ
پن کوڈ:	193123

۳۔ تفاصیل مرکزرائے دہی (پولنگ اسٹیشن):

نمبرونام مرکزرائے دہی (پولنگ اسٹیشن): شاہدرا مقام مرکزرائے دہی جی بی ایچ ایس شاہدرا	قسم مرکزرائے دہی	عمومی
	حصہ کے تعداد معاون مراکزرائے دہی:	

۴۔ تعداد رائے دہندگان

شروعاتی نمبر شمار	اختتامی نمبر شمار	حتمی تعداد		
		مرد	عورت	کل تعداد
1	304	171	133	304

جموں وکشمیر

6-اُوڑی (عمومی)

فہرست رائے دہندگان سال ۲۰۱۸

جز کا نام - 1 خان محلہ تحصیل-اوڑی ضلع-بارہمولہ -پن کوڈ -193123 حصہ نمبر 4M

3 JXF0641589 نام ووٹر: عاصمہ بانو باپ: محمد اصغرخان خانہ نمبر: 3 عمر: 25 جنس: عورت	2 JXF0641571 نام ووٹر: ندیم احمد باپ: دفترخان خانہ نمبر: 2 عمر: 24 جنس: مرد	1 JXF0641563 نام ووٹر: بیدار فاتمہ باپ: قلندر شاہ خانہ نمبر: 1 عمر: 24 جنس: عورت
6 JXF0641613 نام ووٹر: تسیم احمد باپ: محمد صدیق خانہ نمبر: 6 عمر: 24 جنس: مرد	5 JXF0641605 نام ووٹر: مہروفہ بانو باپ: اخترخان خانہ نمبر: 5 عمر: 23 جنس: عورت	4 JXF0641597 نام ووٹر: آمرخان باپ: سوبت خان خانہ نمبر: 4 عمر: 22 جنس: مرد

© NCERT not to be republished

سر گرمی

- سابقہ لوک سبھا انتخابات میں آپ کے انتخابی حلقے کے اندر انتخابی مہم کس طرح چلائی گئی تھی؟ اُمیدواروں اور پارٹیوں کے کہنے اور کرنے کی ایک فہرست تیار کیجیے۔

انتخابی مہمات میں سیاسی پارٹیاں چند بڑے مسائل پر عوامی توجہ مرکوز کرتی ہیں۔ وہ پبلک کو ان مسائل کی جانب کھینچنا چاہتی ہیں اور ان ہی مسائل کی بنیاد پر اُن سے ووٹ لینے کی اُمید کرتی ہیں۔ آیئے مختلف انتخابات میں مختلف سیاسی پارٹیوں کے چند نہایت کامیاب نعروں پر نظر ڈالتے ہیں۔

- اندرا گاندھی کی رہبری میں کانگریس پارٹی نے 1971 کے لوک سبھا انتخابات میں **''غریبی ہٹاؤ''** کا نعرہ دیا۔
- 1977 میں ہوئے لوک سبھا انتخابات کے دوران جے پرکاش نارائن کی رہنمائی میں جنتا پارٹی نے **''جمہوریت بچاؤ''** کا نعرہ دیا۔
- 1977 میں مغربی بنگال ریاستی اسمبلی انتخابات کے دوران بائیں بازو کے فرنٹ نے **''زمین، زمین جوتنے والے کی''** کا نعرہ دیا۔
- 1983 میں آندھرا پردیش ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں، تیلگو دیشم پارٹی کے لیڈر این۔ٹی۔راما راؤ نے **''تیلگوؤں کی خودداری کا تحفظ کرو''** کا نعرہ دیا۔

جمہوریت میں سیاسی پارٹیوں اور اُمیدواروں کو اُن کی مرضی کے مطابق انتخابی مہمات چلانے میں آزاد چھوڑ دینا چاہیے۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لیے کہ ہر سیاسی پارٹی اور اُمیدوار کو مقابلہ آرائی کا ایک منصفانہ موقعہ حاصل ہو، اس مہم کو بعض اوقات باضابطہ بنانا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہمارے انتخابی قانون کے مطابق کوئی بھی اُمیدوار:

- رائے دہندگان کو رشوت یا دھمکی نہیں دے سکتا؛
- ذات یا مذہب کے نام پر اپیل نہیں کرسکتا؛
- انتخابی مہم کے لیے سرکاری وسائل استعمال نہیں کرسکتا
- لوک سبھا الیکشن کے لیے 25 لاکھ روپے سے زیادہ اور ریاستی اسمبلی کے ایک انتخابی حلقے میں 10 لاکھ روپے سے زیادہ خرچ نہیں کرسکتا۔

اگر وہ ایسا کرتا ہے تو عدالت اُن کے الیکشن کو مسترد کر سکتی ہے۔ بھلے ہی اُن کی انتخابی فتح کا اعلان ہی کیوں نہ ہوگیا ہو۔ قوانین کے علاوہ ہمارے ملک کے اندر تمام سیاسی پارٹیاں انتخابی مہمات کے لیے پچھلے کردار کے ایک نمونے پر راضی ہیں۔ اس کے مطابق کوئی بھی پارٹی یا اُمیدوار:

یہاں ایک کارٹون مثالی ضابطۂ اخلاق سے متعلق بنایئے جو الیکشن کے دوران سیاسی پارٹیوں اور اُمیدواروں کی رہنمائی کرے۔

پولنگ اسٹیشن کے باہر کھڑے ہوئے مجرم سیاست داں ووٹر سے کہتا ہے ''تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟ تم جاسکتے ہو کیونکہ میں تمہارا ووٹ ڈال دیا ہے۔'' کیا بوتھ لوٹنے کی کارروائی کا ہمیشہ ظاہری شکل میں ہوتی ہے؟ بوتھ لوٹنے کے کیا کم ظاہری طریقے ہیں؟

© NCERT not to be republished

- انتخابی پرچار کے لیے کوئی عبادت گاہ استعمال نہیں کرسکتا؛
- الیکشن کے لیے سرکاری گاڑیاں، ہوائی جہاز اور سرکاری افسران کا استعمال نہیں کرسکتا؛ اور
- انتخابات کا اعلان ہوتے ہی وزراء کسی بھی پروجیکٹ کا سنگِ بنیاد نہیں رکھیں گے، پالیسی کے کوئی بڑے فیصلے نہیں کریں گے یا عوامی سہولیات مہیا کرانے کے لیے کوئی دعوے نہیں کریں گے۔

کیا ہمارے ملک کے لیے انتخابات مہنگے پڑتے ہیں

ہندوستان میں الیکشن کرانے میں ایک بڑی رقم خرچ کردی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر 2014 کے لوک سبھا انتخابات کرانے میں حکومت نے 3,500 کروڑ روپے کی بھاری رقم خرچ کرڈالی۔ اس رقم کا تخمینہ ووٹرلسٹ پر موجود تقریباً 40 روپے فی شخص لگایا گیا ہے۔ پارٹیوں اور اُمیدواروں کی جانب سے خرچ کی گئی رقم حکومت کی خرچ شدہ رقم سے کہیں زیادہ تھی۔ حکومت، پارٹیوں اور اُمیدواروں کا خرچ تقریباً 30,000 کروڑ روپے یا 500 روپے فی ووٹر ہوا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انتخابات ہمارے ملک کے عوام پر ایک بوجھ بن کر سوار ہیں اور یہ کہ ہمارے ملک کے غریب عوام ہر پانچ سال میں ایک بار انتخابات کرانے کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتے۔ آیئے اس خرچ کا موازنہ چند دوسرے اعداد سے کرتے ہیں۔

- 2005 میں ہماری حکومت نے فرانس سے نیوکلیائی سمندری پن ڈبیاں خریدنے کا فیصلہ کیا۔ ہر پن ڈبّی کی قیمت 3,000 کروڑ روپے تھی۔
- 2010 میں دہلی نے دولت مشترکہ (کامن ویلتھ) کھیلوں کی میزبانی کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس پر آنے والی موجودہ لاگت تقریباً 20,000 کروڑ روپے ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ آیا انتخابات زیادہ مہنگے پڑتے ہیں یا نہیں۔

پولنگ اور ووٹوں کی گنتی (Polling and counting of votes)

انتخاب کا آخری مرحلہ وہ دن ہے جب رائے دہندگان اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔ اس دن کو عام طور سے الیکشن کا دن کہا جاتا ہے۔ ہر وہ شخص جس کا نام ووٹر لسٹ میں موجود ہے، عام طور سے مقامی اسکول یا سرکاری دفتر میں واقع قریبی ''پولنگ بوتھ'' میں جا سکتا ہے۔ بوتھ کے اندر داخل ہوتے ہی الیکشن افسران اُس کی شناخت کرتے ہیں، اُس کی انگلی پر نشان لگا دیتے ہیں اور رائے دہندہ کو اپنا ووٹ ڈالنے کی اجازت دیتے ہیں۔ پولنگ بوتھ کے اندر ہر اُمیدوار کے ایک ایجنٹ کو بٹھانے کی اجازت ہوتی ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ ووٹنگ منصفانہ ہو۔

پہلے رائے دہندگان بیلٹ پیپر پر مہر لگا کر یہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ وہ اپنا ووٹ کس کو دینا چاہتے ہیں۔ بیلٹ پیپر کاغذ کی ایسی شیٹ ہوتی ہے جس میں پارٹی کے نام کے ساتھ اُس کی علامت کے سامنے لڑنے والے اُمیدواروں کا نام درج ہوتا ہے۔ آج کل ووٹوں کا ریکارڈ کرنے کے لیے الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں (EVM) کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ مشین اُمیدوار کا نام اور پارٹی علامت کو ظاہر کرتی ہے۔ آزاد اُمیدواروں کی اپنی ہی علامات ہوتی ہیں جن کو الیکشن افسران منظور کرتے ہیں۔ رائے دہندگان کو اپنے اُس اُمیدوار کے سامنے جسے وہ ووٹ دینا چاہتے ہیں صرف ایک بٹن دبانا پڑتا ہے۔

پولنگ ختم ہوتے ہی تمام ووٹنگ مشینیں مہر بند کر دی جاتی ہیں اور کسی محفوظ مقام پر پہنچا دی جاتی ہیں۔ چند دن بعد، ایک معینہ تاریخ پر کسی انتخابی حلقے کی تمام ووٹنگ مشینیں کھولی جاتی ہیں۔ اور ہر اُمیدوار کو حاصل ووٹ گنے جاتے ہیں۔ تمام اُمیدواروں کے ایجنٹ اس بات کی یقین دہانی

© NCERT not to be republished

گلبرگہ میں انتخابی نتائج

آیئے اب ہم گلبرگہ کی مثال کی جانب دوبارہ لوٹتے ہیں۔ 2004 میں جہاں کل 11 اُمیدواروں نے الیکشن لڑا تھا اس میں اہل رائے دہندگان کی کل تعداد 14.39 لاکھ تھی۔ ان میں سے 8.28 لاکھ رائے دہندگان نے واقعی ووٹ ڈالے۔ کانگریس پارٹی کے اُمیدوار اقبال احمد سرنگدی نے تقریباً 3 لاکھ 12 ہزار ووٹوں حاصل کئے۔ یہ تعداد کل ڈالے گئے ووٹوں کی تقریباً 38% تھی۔ لیکن چونکہ اُنھوں نے کسی بھی دوسرے اُمیدوار سے زیادہ ووٹ حاصل کئے تھے، اس لیے اُن کو گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقے سے ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے منتخب قرار دیا گیا۔

گلبرگہ لوک سبھا انتخابی حلقہ، 2014 کے الیکشن کا نتیجہ

اُمیدوار	پارٹی	ڈالے گئے ووٹ	فیصد ووٹ
ڈی جی ساگر	جے ڈی (ایس)	15690	1.57
ملکا ارجن کھڑگے	آئی این سی	507193	50.82
دانی مہادیوبی	بی ایس پی	11428	1.14
دیونائک بیلامگی	بی جے پی	432460	43.33
بی ٹی للیتا نائک	اے اے پی	9074	0.91
ایس ایم شرما	ایس یو سی آئی	4943	0.50
شنکر جادھو	بی ایچ پی پی	2877	0.29
رامو	آئی این ڈی	4085	0.41
مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں	نوٹا	9888	0.99

- ان ووٹروں کا فی صد کیا ہے جنھوں نے واقعی ووٹ ڈالے؟
- کسی انتخاب کو جیتنے کے لیے کس فرد کے لیے کیا یہ ضروری ہے کہ کل پڑے ووٹوں کے نصف سے زیادہ ووٹ حاصل کیے جائیں؟

پولنگ بوتھ اور گنتی کے مراکز پر پارٹی ایجنٹ موجود کیوں رہتے ہیں؟

کے لیے کہ ووٹ شماری ٹھیک ڈھنگ سے چل رہی ہے، گنتی مراکز پر موجود رہتے ہیں۔ اُس اُمیدوار کہ جس کو کسی انتخابی حلقے سے سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوتے ہیں، جیتنے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ عام انتخابات میں تمام انتخابی حلقوں سے ووٹوں کی گنتی عام طور سے ایک ہی وقت اور ایک ہی دن پر کی جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن نشریات، ریڈیو اور اخبارات اس واقعہ کی رپورٹ کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ ووٹ شماری کے چند ہی گھنٹوں میں تمام نتائج کا اعلان کر دیا جاتا ہے اور یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اگلی حکومت سازی کون کرے گا۔

© NCERT not to be republished

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

درج ذیل میں غلط اور صحیح انتخابی سرگرمیوں کی شناخت کیجیے۔

- پولنگ سے ایک ہفتہ پہلے ایک وزیر اپنے انتخابی حلقے میں ایک نئی ٹرین کو جھنڈی دکھا کر روانہ کرتا ہے۔
- ایک اُمیدوار وعدہ کرتی ہے کہ اگر وہ منتخب ہوتی ہے تو اپنے انتخابی حلقے میں ایک نئی ٹرین شروع کرائے گی۔
- ایک اُمیدوار کے حامی رائے دہندگان کو مندر لے جاتے ہیں اور اُن سے قسم کھلواتے ہیں کہ وہ اُس کو ووٹ دیں گے۔
- ایک اُمیدوار کے حامی گندی بستیوں میں اپنے اُمیدوار کو ووٹ دینے کے بدلے کمبل تقسیم کرتے ہیں۔

4.3 ہندوستان میں انتخابات کی کون سی خصوصیت اُسے جمہوری بناتی ہے؟
(WHAT MAKES ELECTIONS IN INDIA DEMOCRATICS?)

الیکشن کمیشن کے ہاتھ میں اتنے زیادہ اختیارات کیوں ہیں؟ کیا یہ جمہوریت کے لیے بہتر ہے؟

ہم کو انتخابات میں غلط طریقوں کے بارے میں ابھی بہت کچھ علم حاصل کرنا ہے۔ اکثر اخبار اور ٹیلی ویژن کی رپورٹیں ایسے غلط طریقوں کے الزامات کا ذکر کرتی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر شکایات مندرجہ ذیل کے بارے میں ہیں:

- ووٹر لسٹ میں غلط ناموں کی شمولیت اور صحیح ناموں کا اخراج؛
- حکمراں پارٹی کی طرف سے سرکاری سہولتوں اور افسران کا غلط استعمال؛
- مالدار اُمیدواروں اور بڑی بڑی پارٹیوں کا الیکشن پر حد سے زیادہ خرچہ کرنا؛ اور
- پولنگ والے دن رائے دہندگان کو **دھمکانا اور دھوکہ بازی**۔

ان میں سے بیشتر رپورٹیں بالکل ٹھیک ہیں اور جب ہم ٹیلی ویژن پر ایسی خبریں پڑھتے اور دیکھتے ہیں تو ہم کو بہت افسوس ہوتا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے ایسی خبریں انتخابات ہی کے مقصد کو مجروح نہیں کرتیں۔ اس سیاق وسباق میں اگر ہم ایک سوال پوچھیں تو بات صاف ہوجاتی ہے۔ کیا کوئی پارٹی عوامی حمایت کے بغیر اور فریب کارانہ سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہوئے الیکشن جیت کر اقتدار میں آ سکتی ہے؟ یہ ایک نہایت اہم سوال ہے۔ آیئے ہم اس سوال کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیں۔

آزاد الیکشن کمیشن
(Independent Election Commission)

جانچ کے ایک سادہ طریقے سے جانچ کیجیے کہ انتخابات صحیح اور منصفانہ ہیں، اس پر نظر ڈالنا ہے کہ الیکشن کون کراتا ہے؟ کیا وہ حکومت کی نگرانی سے آزاد ہیں؟ یا یہ کہ حکومت یا حکمراں پارٹی ان پر اثر ڈالتی ہے یا دباؤ ڈالتی ہے؟ کیا ان کے ہاتھ میں اس درجہ اختیار ہے جس سے کہ وہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرا سکتے ہیں؟ کیا ایسی ایجنسی اپنے اختیارات واقعی استعمال کرتی ہے؟

ہمارے ملک کے لیے ان تمام سوالات کا جواب مثبت ہے۔ ہمارے ملک میں انتخابات ایک آزاد اور بے حد طاقتور اور بااختیار الیکشن کمیشن (ای سی) کراتا ہے۔ اس کو وہی آزادی حاصل ہے جو کہ عدلیہ کو۔ ہندوستان کا صدر جمہوریہ، چیف الیکشن کمشنر (سی ای سی) کا تقرر کرتا ہے۔ لیکن تقرری کے بعد یہ چیف الیکشن کمشنر صدر جمہوریہ، یا حکومت کو جواب دہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ خود حکمراں پارٹی اور حکومت کمیشن کی سرگرمیوں کو ناپسند کرتی ہے۔ فی الواقع اس کے لیے سی ای سی کو اپنے عہدے سے ہٹانا ناممکن ہے۔

دنیا کے اندر چند ہی ایسے الیکشن کمیشن ہیں جن کو وہ اختیارات حاصل ہوں جو کہ ہندوستان کے الیکشن کمیشن کو حاصل ہیں۔

الیکشن کمیشن آف انڈیا کے بارے مزید معلومات کے لیے دیکھیں۔
http://eci.nic.in

© NCERT not to be republished

- الیکشن کمیشن انتخابات کے اعلان سے لے کر نتائج کے اعلان تک انتخابات چلانے اور اُن کی نگرانی کے ہر پہلو پر فیصلہ کرتا ہے۔
- یہ ضابطۂ اخلاقی ضوابط کو نافذ کرتا ہے اور کسی بھی اُمیدوار یا پارٹی کو سزا دے سکتا ہے۔
- انتخابات کے دوران الیکشن کمیشن حکومت کو چند ہدایتی اُصولوں پر عمل کرنے کے لیے کہتا ہے۔ مثلاً انتخابات جیتنے کے امکانات کو بڑھانے کے لیے سرکاری عملے کا غلط استعمال، یا چند سرکاری افسران کا تبادلہ کرنا۔
- الیکشن ڈیوٹی پر تعینات ہونے پر سرکاری افسران الیکشن کمیشن کی نگرانی میں کام کرتے ہیں نہ کہ حکومت کی۔

تقریباً پچھلے پندرہ سال سے الیکشن کمیشن نے اپنے تمام اختیارات کا استعمال شروع کیا اور یہاں تک کہ اُس کے اختیارات میں بتدریج اضافہ ہی ہوتا چلا آیا ہے۔ حکومت اور انتظامیہ کی کمزوریوں پر سرزنش کرنا الیکشن کمیشن کے لیے ایک عام بات ہو چکی ہے۔ جب الیکشن پر تعینات عہدے داروں کو یہ نظر آتا ہے کہ چند بوتھوں یا پورے انتخابی حلقے میں پولنگ کے موقع پر غلط طریقوں کا استعمال ہوا ہے تو یہ (ای سی) دوبارہ پولنگ کا حکم صادر کرتا ہے۔ اکثر حکمران پارٹیاں ای سی کے طرزِ عمل کو ناپسند کرتی ہیں، لیکن اُن کو اس حکم کی تعمیل کرنی ہی پڑتی ہے۔ اگر ای سی آزاد اور طاقتور نہ ہوتا تو ایسا ممکن نہیں تھا۔

عوامی شمولیت (Popular participation)

انتخابی عمل کے معیار کی جانچ کا دوسرا طریقہ یہ دیکھنا ہے کہ آیا عوام پورے جوش وخروش کے ساتھ اس میں حصہ لیتے ہیں اگر انتخابی عمل آزادانہ اور منصفانہ نہیں ہے تو عوام اس مشق میں حصہ لینا ترک کر دیں گے۔ اب ان چارٹوں کو پڑھیے اور ہندوستان میں عوامی شمولیت کے بارے میں کچھ نتائج اخذ کیجیے۔

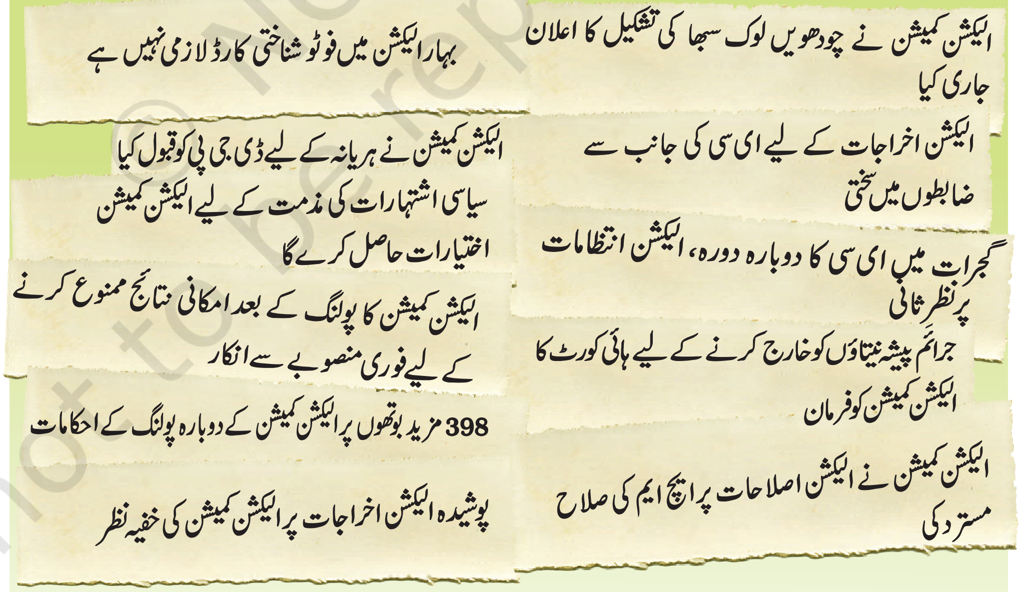

ان شاہ سرخیوں کو دھیان سے پڑھیے اور شناخت کیجیے کہ ہر سرخی میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے الیکشن کمیشن نے کون سے اختیارات استعمال کیے ہیں۔

© NCERT not to be republished

1 ہندوستان اور یو کے میں رائے دہندگان کی حاضری

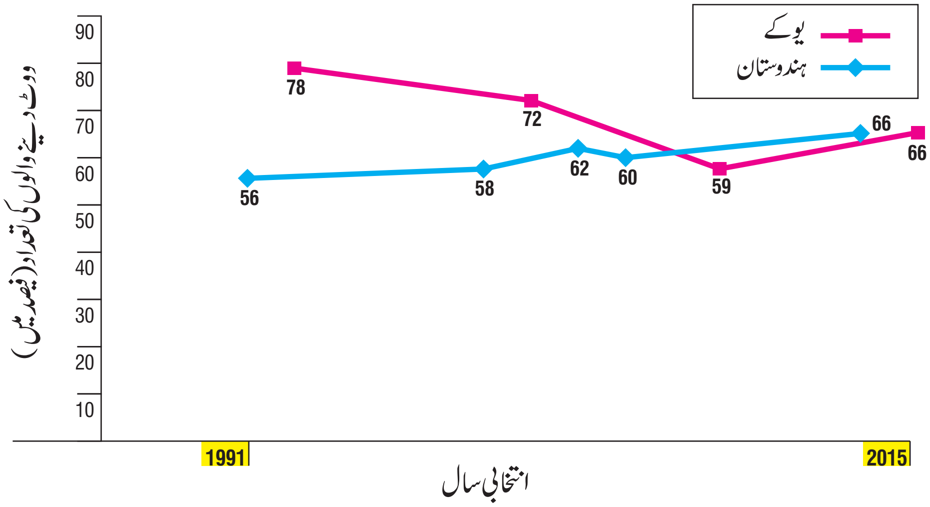

ماخذ: نیشنل الیکشن اسٹیڈی، CSDS سے ہندوستان کے لیے اعداد و شمار نیشنل الیکشن اسٹیڈی 2004 مشیگن یونیورسٹی سے یو۔ایس کے لیے اعداد و شمار

1 الیکشن میں عوامی شمولیت عام طور سے رائے دہندگان کی الیکشن میں حاضری کی تعداد سے ناپی جاتی ہے۔ یہ حاضری اُن جائز رائے دہندگان کے فیصد کو ظاہر کرتی ہے جو واقعی اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔ پچھلے پچاس سالوں کے دوران یوروپ اور شمالی امریکہ میں اس حاضری میں کمی ہوئی ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ حاضری یا تو برقرار رہی ہے یا پھر اس میں اضافہ ہوا ہے۔

2 ہندوستان کے اندر مالدار اور مراعات یافتہ طبقات کی بہ نسبت غریب، بے پڑھے اور غیر مراعات یافتہ لوگ زیادہ تعداد میں ووٹ ڈالتے ہیں۔ یہ صورت مغربی جمہوریوں سے بالکل جداگانہ ہے۔ مثال کے طور پر ریاستہائے متحدہ امریکہ میں مالدار اور سفید فام لوگوں کی بہ نسبت غریب لوگ، افریقی امریکن اور اسپینی زبان بولنے والے افراد بہت کم ووٹ ڈالتے ہیں۔

3 ہندوستان میں عام لوگ انتخابات کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ الیکشن کے ذریعہ وہ سیاسی پارٹیوں پر ایسی پالیسیاں اور پروگرام اختیار کرنے پر زور ڈال سکتے ہیں جو اُن کے لیے سازگار ہوں۔ وہ یہ بھی سوچتے ہیں کہ اُن کا ووٹ حالات پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے جس سے ملک کا نظامِ حکومت چلتا ہے۔

2 سماجی گروپوں کے ذریعہ ہندوستان اور ریاستہائے متحدہ میں ووٹ دینے والوں کی تعداد 2004

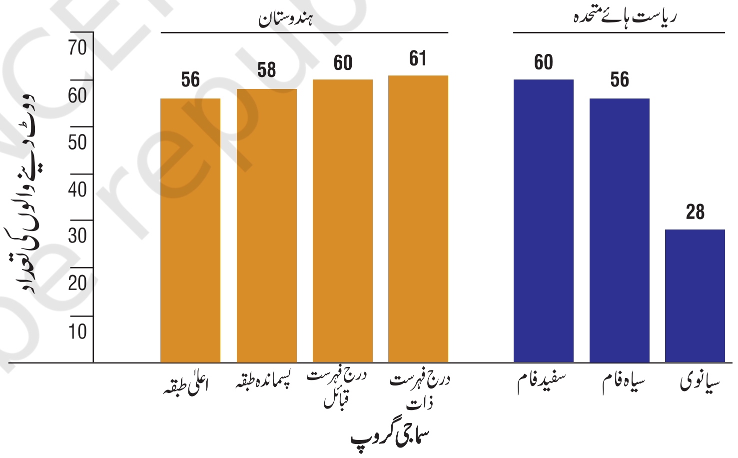

3 کیا آپ سوچتے ہیں کہ آپ کے ووٹ سے فرق پڑتا ہے؟

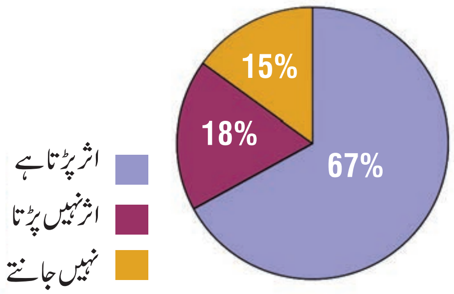

ماخذ: نیشنل الیکشن اسٹیڈی
CSDS، 2004

© NCERT not to be republished

2019-20

4 پچھلے کئی سالوں سے الیکشن سے وابستہ سرگرمیوں میں رائے دہندگان کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ 2004 کے انتخابات میں ایک تہائی سے بھی زیادہ رائے دہندگان نے الیکشن مہمات سے وابستہ سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ آدھی سے زیادہ آبادی نے کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ اپنی وابستگی کو ظاہر کیا۔ ہر سات رائے دہندگان میں سے ایک کسی سیاسی پارٹی کا ممبر ہے۔ (این ای ایس 1996—2004)

4 وہ لوگ جنھوں نے ہندوستان میں انتخاب سے متعلق کسی سرگرمی میں حصہ لیا ہے

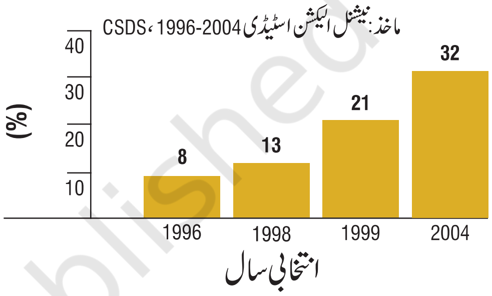

سرگرمی

اپنے خاندان کے رائے دہندگان سے پوچھیے کہ کیا اُنھوں نے پچھلے لوک سبھا یا ریاستی اسمبلی کے انتخابات میں ووٹ ڈالے تھے۔ اگر اُنھوں نے ووٹ نہیں ڈالے تھے تو اُن سے پوچھیے کہ اُنھوں نے ایسا کیوں کیا اور اگر اُنھوں نے ووٹ ڈالے تھے تو اُنھوں نے کس پارٹی اور اُمیدوار کے حق میں ووٹ ڈالا تھا اور کیوں۔ اُن سے یہ بھی پوچھیے کہ آیا اُنھوں نے الیکشن سے وابستہ کسی سرگرمی میں حصہ لیا تھا، مثلاً الیکشن جلسے یا کسی ریلی میں شرکت کرنا۔

انتخابی نتائج کو تسلیم کرنا

(Acceptance of election outcome)

آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کا آخری امتحان بذات خود اُس کا نتیجہ ہے۔ اگر انتخابات آزادانہ اور منصفانہ نہ ہوں تو نتیجہ ہمیشہ طاقتور کے حق میں جاتا ہے۔ ایسی صورت میں حکمراں پارٹیاں الیکشن نہیں ہارتیں۔ عام طور سے ہارنے والی پارٹی فریب دہی والے الیکشن کے نتیجہ کو تسلیم نہیں کرتی۔

ہندوستانی کے انتخابات کا نتیجہ خود اپنی منھ بولتی تصویر ہے:

- ہندوستان کے اندر قومی اور ریاستی سطحات پر حکمراں پارٹیاں الیکشن ہار جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 15 سالہ عرصے کے دوران ہر تین انتخابات میں سے دو الیکشن حکمراں پارٹی نے ہارے تھے۔
- ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں حکومت پر قابض منتخبہ نمائندہ شاذ و نادر ہی الیکشن ہارتا ہے۔ ہندوستان میں تقریباً موجودہ آدھے ایم پی اور ایم ایل اے نے انتخابات ہارے تھے۔
- وہ اُمیدوار جنھوں نے ووٹ خریدنے پر کافی روپیہ خرچ کیا تھا یا وہ جن کا کردار مجرمانہ رہا تھا، اکثر یقینی طور سے الیکشن ہارتے ہیں۔
- چند متنازعہ انتخابات کو چھوڑ کر ہاری ہوئی پارٹی انتخابی نتائج کو عام طور سے ''عوامی فیصلہ'' تسلیم کرتی ہے۔

آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کو درپیش خطرات

(Challenges to free and fair elections)

درج بالا بیان کو پڑھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں انتخابات بنیادی طور سے آزادانہ اور منصفانہ ہوتے ہیں۔ وہ پارٹی جو انتخابات میں فتح حاصل کرتی اور حکومت سازی کرتی ہے۔ وہ ایسا اس لیے کرتی ہے کیونکہ عوام نے اُس کے حریفوں پر اُس کو ترجیح دی۔ ہوسکتا ہے کہ ہر انتخابی حلقے میں یہ بات صحیح نہ ہو۔ چند اُمیدوار اپنے پیسے کی طاقت اور نازیبا طریقے استعمال کرتے ہوئے جیت سکتے ہیں۔ لیکن بحیثیت مجموعی عام انتخابات کا فیصلہ اب بھی عوامی ترجیح کو ظاہر کرتا ہے۔

© NCERT not to be republished

لیکن اگر ہم ان مسائل پر گہرائی سے نظر ڈالیں تو تصویر بالکل مختلف دکھائی دیتی ہے۔ کیا لوگوں کی ترجیحات حقیقی علم پر مبنی ہیں؟ کیا رائے دہندگان کو حقیقی انتخاب حاصل ہیں؟ کیا الیکشن ہر ایک کے لیے ایک **ہموار کھیل کا میدان** ہے؟ کیا ایک عام آدمی انتخاب جیتنے کی اُمید کر سکتا ہے؟ یہ ایسے سوال ہیں جن پر ہماری توجہ کے لیے ہندوستانی انتخابات پر بہت سی حد بندیاں اور چیلنج ہیں۔ ان میں درج ذیل مسائل شامل ہیں:

- مالدار اُمیدواروں اور پارٹیوں کو اپنی جیت کا یقین نہیں ہوسکتا لیکن اُن کو دوسروں کے مقابلے میں ایک ناجائز اور بڑا فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے۔
- ملک کے چند حصوں میں مجرمانہ تعلق رکھنے والے اُمیدواروں نے انتخابی دوڑ سے دوسرے بہتر لوگوں کو نکال باہر کیا اور بڑی بڑی جماعتوں سے ٹکٹ حاصل کر لیا۔
- چند خاندانوں کا سیاسی پارٹیوں پر تسلط جمانے کا رجحان موجود ہے۔ ان خاندانوں کے ذریعہ رشتہ داروں کو ٹکٹ تقسیم کئے جاتے ہیں۔
- معمولی شہریوں کے لیے الیکشن لڑنے کا انتخاب تقریباً نہیں کے برابر ہے، کیونکہ بڑی بڑی پارٹیاں سیاست اور عملی دونوں میدانوں میں ایک دوسرے جیسی ہی ہیں۔
- بڑی پارٹیوں کے مقابلے چھوٹی پارٹیاں اور آزاد اُمیدوار کو ایک بڑا نقصان رہتا ہے۔

یہ چیلنج نہ صرف ہندوستان میں ہے بلکہ مستحکم جمہوریتوں میں بھی موجود ہے۔ یہ نہایت سنجیدہ مسائل جن پر اُن لوگوں کو فکر لاحق ہے جو جمہوریت میں یقین رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسائل کو کم کرنے کے لیے شہری سماجی

Irfan Khan

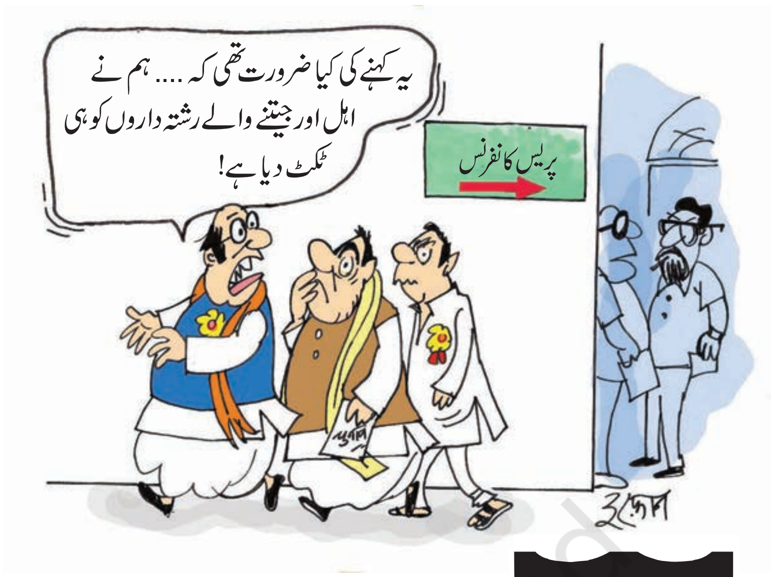

کارٹون پڑھیے

لیڈر پریس کانفرنس سے لوٹ رہا ہے۔ ''یہ کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ ہم نے ٹکٹ صرف ان لوگوں میں تقسیم کئے ہیں جو مناسب اور جیتنے کی اہلیت رکھنے والے رشتہ داروں کو ہی ٹکٹ دیا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں کہ فیملی سیاست صرف چند ریاستوں اور پارٹیوں تک محدود ہے؟

ہمارے ملک میں پچھلے پچاس سالوں میں اس اُصول کے تحت چند مستثنیات بھی رہی ہیں یہی وہ خصوصیت ہے جو ہندوستان کے الیکشن کو جمہوری بناتی ہیں۔

یہ کارٹون جس کا عنوان ہے ''انتخابی مہم'' لاطینی امریکہ کے سیاق وسباق میں بنایا گیا تھا۔ کیا یہ ہندوستان اور دنیا کی دوسری جمہوریتوں پر بھی صادق آتا ہے۔

©Nerilicon, El Economista, Cagle Cartoons Inc.

© NCERT not to be republished

کارٹون پڑھیے

انتخابات سے پہلے اور بعد میں ووٹر کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے کیا یہ اس کی صحیح تصویر ہے۔ کیا جمہوریت میں ہمیشہ ایسا ہونا چاہیے۔ کیا آپ ایسی مثالیں سوچ سکتے ہیں جب ایسا نہ ہوا ہو۔

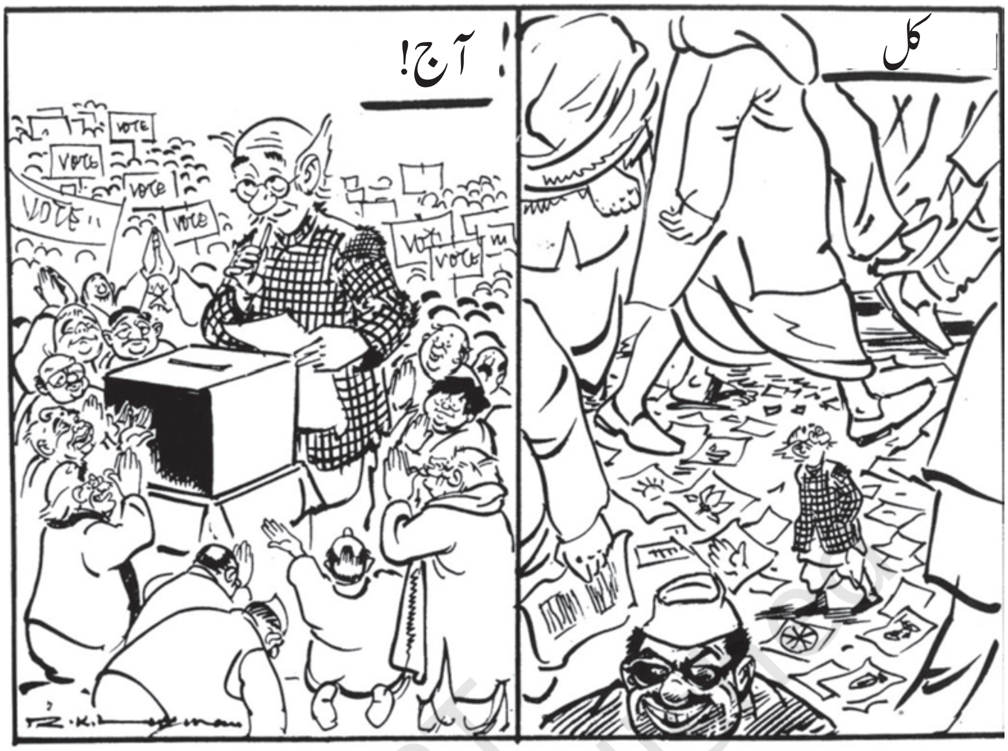

R.K. Laxman, The Times of India

کارکن اور تنظیمیں ہمارے انتخابی نظام میں اصلاح لانے کی مانگ کر رہی ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں چند دوسری اصلاحات ہیں؟ ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے عام شہری کیا کر سکتے ہیں؟

اپنی پیش رفت کی جانچ کیجیے

ہندوستانی انتخابات کے بارے میں یہاں چند حقائق دیئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر رائے زنی کیجیے کہ آیا یہ ہمارے انتخابی نظام کی قوت یا کمزوریوں کو ظاہر کرتے ہیں:

- لوک سبھا میں 2009 تک 10% سے کم خواتین ممبران رہی ہیں۔
- اکثر الیکشن کمیشن اس بارے میں حکومت کی صلاح ماننے سے انکار کر دیتا ہے کہ الیکشن کب ہونے چاہئیں۔
- 16 ویں لوک سبھا میں 440 سے زیادہ ممبران ایسے ہیں جن کے اثاثے ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہیں۔
- الیکشن ہارنے کے بعد وزیر اعلیٰ نے کہا ''میں عوام کے فیصلے کا احترام کرتا ہوں۔''

فرہنگ

فریب دہی: اس کا تعلق ایک ایسے دھوکے اور بے ضابطگی سے ہے جس میں کوئی پارٹی یا اُمیدوار اپنے اُمیدوار کے لیے ووٹوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں چند لوگوں کا دوسروں کے ووٹوں کو بیلٹ باکسوں میں بھرنا، دوسروں کے بدلے ایک ہی آدمی کا ووٹ دینا اور ایک اُمیداور کے حق میں ووٹوں کی تعداد بڑھانے کے لیے افسران کا تعاون حاصل کرنا رشوت دینا یا جبر کرنا۔

بوتھ پر قبضہ کرنا: ہر شخص کو دھمکاتے ہوئے یا پولنگ بوتھ پر جائز رائے دہندگان کو روکتے ہوئے پارٹی یا اُمیدوار کے حامیوں یا کرائے کے غنڈہ عناصر کا پولنگ بوتھ پر قبضہ۔

© NCERT not to be republished

حاضری: اُن اہل لوگوں کی فیصد جو الیکشن میں اپنا ووٹ ڈالتے ہیں۔

ہموار کھیل کا میدان: ایسی حالت جس میں تمام پارٹیاں اور اُمیدوار الیکشن میں مقابلہ کرتے ہوئے ووٹ کے لیے درخواست کرنے اور انتخابی مہم چلانے کے مساوی مواقع رکھتے ہوں۔

عہدے دار: موجودہ سیاسی عہدے پر قابض پارٹی یا برسرِ اقتدار پارٹی۔ عام طور سے الیکشن میں رائے دہندگان کو برسرِ اقتدار پارٹی یا اُمیدوار اور اُن لوگوں کے درمیان جو مخالف ہوں انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

انتخابی حلقہ: ایک جغرافیائی علاقے میں رہنے والے وہ رائے دہندگان جو قانون ساز جماعتوں کے لیے نمائندے کا انتخاب کرتے ہیں۔

ضابطۂ اخلاق: الیکشن کے دوران سیاسی پارٹیوں اور لڑنے والے اُمیدواروں کے ذریعہ عمل کرنے والے ضابطوں اور ہدایتوں کا مجموعہ۔

مشقیں

1 الیکشن کیوں کرائے جاتے ہیں، اس بارے میں درج ذیل متبادل بیانوں میں سے کون سا بیان غلط ہے؟

a انتخابات عوام کو حکومت کی کارگزاری کا اندازہ لگانے میں مدد کرتے ہیں

b لوگ الیکشن میں اپنی مرضی کا نمائندہ چنتے ہیں

c انتخابات عدلیہ کی کارگزاری کا احتساب کرنے میں عوام کی مدد کرتے ہیں

d عوام ظاہر کر سکتے ہیں کہ وہ کیسی پارٹیوں کو ترجیح دیتے ہیں

2 ان میں سے یہ کہنے کے لیے کون سا بیان ایک مناسب وجہ نہیں ہے کہ ہندوستانی انتخابات جمہوری ہیں؟

a ہندوستان میں رائے دہندگان کی سب سے بڑی تعداد ہے

b ہندوستانی الیکشن کمیشن بہت طاقتور ہے

c ہندوستان میں 18 سال کے عمر سے زیادہ ہر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے

d ہندوستان میں ہارنے والی پارٹیاں انتخابی فیصلہ تسلیم کرتی ہیں

3 درج ذیل کو ملایئے

(الف) ووٹر لسٹ کو تاریخ جاریہ تک رکھنا ضروری ہے کیونکہ	(i) ہمارے سماج کے تمام طبقات کی مناسب نمائندگی موجود ہے
(ب) چند انتخابی حلقے ایس سی اور ایس ٹی کے لیے محفوظ ہیں کیونکہ	(ii) اپنے نمائندے کو چننے میں ہر شخص کو مساوی موقع حاصل ہے
(ج) ہر شخص کا ایک اور صرف ایک ہی ووٹ ہوتا ہے تا کہ	(iii) الیکشن میں مقابلے کے لیے تمام اُمیدواروں کو مناسب موقع حاصل ہونا چاہیے
(د) برسرِ اقتدار پارٹی کو سرکاری گاڑیاں استعمال کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ	(iv) کچھ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے اُس علاقے کو چھوڑ دیا ہو جہاں اُنھوں نے پہلے ووٹ دیا تھا

© NCERT not to be republished

4 اس باب میں ذکر کی گئی الیکشن سے وابستہ مختلف سرگرمیوں کی فہرست بنایئے، پہلی سرگرمی سے شروعات کرتے ہوئے آخر تک ان کے ہونے کے مطابق ترتیب سے لگایئے۔ ان میں چند سرگرمیاں ذیل میں دی جارہی ہیں۔
انتخابی مشوروں کا اجراء، ووٹوں کی گنتی، ووٹر لسٹ بنانا، انتخابی مہم، الیکشن نتائج کا اعلان، ووٹ ڈالنا، دوبارہ الیکشن کرانے کا حکم۔

5 ایک ریاست کے اندر، ایک اسمبلی انتخابی حلقے میں آزادانہ اور منصفانہ الیکشن کرانے کے لیے سریکھا ایک افسر انچارج ہے۔ بیان کیجیے کہ اُس کو مندرجہ ذیل ہر مراحل میں کس پر دھیان دینا چاہیے۔

a انتخابی مہم
b پولنگ کا دن
c ووٹ شماری کا دن

6 درج ذیل جدول ریاست ہائے متحدہ امریکہ کانگریس میں الیکشن جیتنے والے اُمیدواروں میں سے مختلف فرقوں کی نسبت کو دکھاتا ہے۔ ان کا موازنہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی آبادی میں ان فرقوں کی نسبت سے کیجیے۔ اس پر مبنی کیا آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کانگریس میں تحفظ کا نظام تجویز کریں گے۔ اگر ہاں تو کیوں اور کن فرقوں کے لئے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

	ذیل میں فرقے کی نسبت (فیصد میں)	
	ایوان نمائندگان	ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی آبادی
افریقی - امریکی (سیاہ فام)	8	13
اسپینی زبان بولنے والے (لاطینی زبان بولنے والے)	5	13
سفید فام	86	70

7. اس باب میں دی گئی معلومات سے کیا ہم درج ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کے لیے اپنے خیال کی حمایت میں دو حقائق بھی پیش کیجیے۔

a ملک کے اندر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کے لیے ہندوستان کے الیکشن کمیشن کے پاس کافی اختیارات نہیں ہیں۔
b ہمارے ملک کے اندر انتخابات میں عوامی شمولیت کا ایک اونچے درجے کا معیار موجود ہے۔
c برسرِ اقتدار پارٹی کو الیکشن جیتنا بہت آسان ہے۔
d ہمارے انتخابات کو آزادانہ اور منصفانہ بنانے کے لیے بہت سی اصلاحات کی ضرورت ہے۔

2019-20

© NCERT not to be republished

8 جہیز کی خاطر اپنی بیوی کو ایذا رسانی کے لیے چنپا مجرم قرار دیا گیا۔ چھوت چھات برتنے پر ست بیر قصوروار ٹھہرایا گیا۔ عدالت نے ان دونوں کو الیکشن لڑنے کی اجازت نہیں دی۔ کیا یہ فیصلہ جمہوری انتخابات کے اُصولوں کے خلاف جاتا ہے؟

9 دنیا کے مختلف حصوں سے یہاں انتخابی بدعنوانیوں کی چند رپورٹیں دی جا رہی ہیں۔ کیا ان کے اندر چند ایسی باتیں ہیں جہاں اپنے انتخابات میں اصلاح کے لیے یہ ممالک ہندوستان سے کچھ سیکھ سکتے ہیں؟ ہر صورت میں آپ کون سی تجویز پیش کریں گے؟

a نائیجیریا کے الیکشن میں ووٹ شماری کے ایک افسر نے جان بوجھ کر ایک اُمیدوار کے ووٹوں کی تعداد بڑھا دی اور اُس کے جیتنے کا اعلان کر دیا۔ بعد میں عدالت کو پتہ چلا کہ پانچ لاکھ سے بھی زیادہ ووٹ دوسرے اُمیدوار کے حق میں شمار کر لیے گئے۔

b فیجی میں انتخابات سے بالکل پہلے رائے دہندگان میں ایک دستی اشتہار تقسیم کیا گیا جس میں تنبیہ کی گئی کہ سابق وزیر اعظم مہیندر چودھری کے حق میں ووٹ ملک کے اندر خون خراب کا سبب بنے گا۔ یہ ہندوستانی نسل کے لوگوں کو ایک دھمکی تھی۔

c ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اندر ووٹ دینے کا خود اپنا ہی ایک منفرد طریقہ ہے، ووٹ شماری کا اپنا ہی ڈھنگ ہے اور انتخابات کرانے کا اپنا ہی انتظامیہ ہے۔ فلوریڈا کی ریاست میں افسران نے متعدد ایسے اختلافی فیصلے کئے جو 2000 کے صدارتی الیکشن میں مسٹر بش کی حمایت کرتے تھے۔ لیکن ان فیصلوں کو کوئی بھی بدل نہ سکا۔

10 ہندوستانی الیکشن میں یہاں بدعنوانیوں کی چند رپورٹیں پیش کی جا رہی ہیں۔ اس صورت حال کو سدھارنے کے لیے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے؟

a انتخابات کے اعلان کے بعد وزیر نے بند ہوئی چینی ملوں کو دوبارہ کھولنے کے لیے مالی مدد مہیا کرانے کا وعدہ کیا۔

b مخالف پارٹیوں نے الزام یہ لگایا کہ اُن کے بیانات اور انتخابی مہم کو دوردرشن اور آل انڈیا ریڈیو نے مناسب توجہ نہیں دی۔

c الیکشن کمیشن کی تشویش سے معلوم یہ ہوا کہ ایک ریاست کے الیکٹرول رول (رائے دہندگان کے ناموں کی فہرست) میں 20 لاکھ سے بھی زیادہ جعلی رائے دہندگان کے نام درج ہیں۔

d سیاسی پارٹی کے حامی فسادی بندوقیں لیے گھوم رہے تھے، دوسری سیاسی پارٹی کے حامیوں کو رائے دہندگان سے ملنے کے لیے روک رہے تھے اور دوسری پارٹیوں کے جلسوں پر حملہ کر رہے تھے۔

© NCERT not to be republished

مشقیں

11 جب یہ باب پڑھا جا رہا تھا، رمیش کلاس میں حاضر نہیں تھا، اگلے دن وہ آیا اور اس بات کو دہرایا جو اُس نے اپنے باپ سے سنی تھی۔ کیا آپ رمیش کو بتا سکتے ہیں کہ ان بیانات میں کیا غلط بات ہے۔

a عورتیں ہمیشہ اُسی طریقے سے ووٹ دیتی ہیں جیسے مرد اُن کو بتائیں۔ اس لیے اُن کو ووٹ دینے کا حق عطا کرنے کا فائدہ کیا ہے؟

b پارٹی سیاست سماج کے اندر خلفشار کا سبب بنتی ہے۔ انتخابات کا فیصلہ باہمی رضا مندی سے ہونا چاہئے نہ کہ مقابلے سے۔

c انتخابات کے لیے اُمیدوار کی حیثیت سے صرف گریجویٹس (بی اے پاس) کو کھڑا ہونے کی اجازت ہونی چاہئے۔

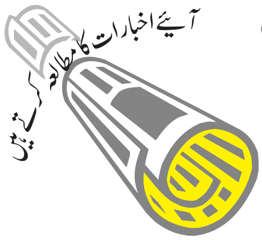

ملک کی چند ریاستوں میں ریاستی انتخابات ہر سال ہوتے ہیں۔ آپ اُن انتخابات کے بارے میں معلومات جمع کر سکتے ہیں جو اس دوران ہو رہے ہیں کو جمع کرتے ہوئے ان کو تین حصوں میں تقسیم کیجیے۔

- الیکشن کے دن اور ووٹ شماری والے دن اہم واقعات کیا ہوئے۔ سیاسی پارٹیوں کے زیر بحث آئے اہم کارروائی نامے (ایجنڈے)، لوگوں کے مطالبات کے بارے میں معلومات، الیکشن کمیشن کا کردار۔
- الیکشن اور ووٹ شماری کے دن اہم واقعات کیا تھے جن لوگوں نے انتخابات میں حصہ لیا اُن کا فیصد کیا تھا، کیا وہاں بدعنوانیوں کے واقعات ہوئے، کیا وہاں دوبارہ ووٹ ڈالے گئے، کی گئی پیشین گوئیوں کی اقسام کیا تھیں۔
- انتخابات کے بعد کیا واقعات رونما ہوئے۔ انتخابات جیتنے یا ہارنے کے بارے میں سیاسی پارٹیوں کی بتائی ہوئی وجوہات۔ میڈیا کے ذریعہ کیا گیا انتخابی فیصلے کا تجزیہ۔ وزیر اعلیٰ کا چناؤ۔

© NCERT not to be republished

National Voter's Day (NVD) Pledge

We, the citizens of India, having abiding faith in democracy, hereby pledge to uphold the democratic traditions of our country and the dignity of free, fair and peaceful elections, and to vote in every election fearlessly and without being influenced by considerations of religion, race, caste, community, language or any inducement.

حلف برائے قومی یوم رائے دہندگان

ہم ہندوستانی شہری، جمہوریت میں مستحکم یقین رکھتے ہوئے اپنے ملک کے جمہوری رواجوں اور آزادانہ، غیر جانب دارانہ اور پُر امن انتخابات کی روایت برقرار رکھنے اور ہر انتخاب میں بے خوف ہوکر مذہب، نسل، ذات، فرقہ، زبان کے خیال سے یا کسی لالچ سے متاثر ہوئے بغیر رائے دہندگی کا حلف لیتے ہیں۔

آپ کے اسکول نے 25 رجنوری کو قومی یوم رائے دہندگان (NVD) کیسے منایا؟ کیا آپ نے NVD حلف لیا؟

67ویں یوم جمہوریہ پریڈ 2016، کے موقع پر راج پتھ، نئی دہلی سے الیکشن کمیشن آف انڈیا (ECI) کی جھانکی گزرتی ہوئی۔